# تفتیش کے طبّی ذرائع کی قانونی و شرعی حیثیت

# *Medical Evidence as a Source of Investigation: Legal and Sharia Perspective*

محمد اکرم[i]    ڈاکٹر ظہور اللہ الازہری[ii]

***Abstract***

*With the new scientific inventions, innovative methods and sources have come to the fore in the field of investigation. A question arises thus; whether Islamic shariah admits of the modern trends of investigation or Islamic principles of investigation has nothing to do with modern science? In modern investigative trends, circumstantial and material evidence have earned enormous emphasis; and this type of evidence is of great value under Islamic Shariah too. Circumstantial-cum-material evidence corroborates the ocular evidence, however a court of law may, sometimes, decide relying solely upon the circumstantial-cum-material evidence in case of non-availability of ocular account. Hence, circumstantial evidence is admissible under Shariah for the proof of crime or a claim. In this topic medical evidence, as a modern source of investigation, has been tested on the touchstone of Islam.*

**Keywords:** *investigation, circumstantial, evidence, crime.*

سائنس کے میدان میں نئی ایجادات کے آنے سے تفتیش کے بھی نئے نئے طریقے و ذرائع سامنے آچکے ہیں۔ تفتیش کے جدید طریقوں میں واقعاتی و قرائنی شہادت پر زور دیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا شریعتِ اسلام میں بھی تفتیش کے ان جدید طریقوں کی گنجائش ہے یا پھر اسلام کے تفتیشی اصولوں کا جدید سائنس سے کوئی واسطہ نہیں۔ تو یہ بات واضح ہے کہ شریعتِ اسلام میں واقعاتی و قرائنی شہادت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ شریعتِ اسلام اور عصری قوانین دونوں میں واقعاتی و قرائنی شہادت چشم دید شہادت کے لیے تائیدی شہادت کا کردار ادا کرتی ہے۔ لیکن بعض دفعہ چشم دید شہادت دستیاب نہ ہو تو صرف واقعاتی و قرائنی شہادت کی بنا پر بھی عدالت فیصلہ کر سکتی ہے۔ للہذہ قرائن کو بھی شریعت میں بطور شہادت اور وسائل اثباتِ جرم/اثباتِ دعویٰ کے قبول کیا جاتا ہے۔ زیر بحث موضوع میں تفتیش کے جدید سائنسی طریقوں میں سے صرف طبّی شواہد کو ہی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پرکھا گیا ہے۔ جس پر مختصر بحث ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔

عصر حاضر میں سائنسی ایجادات کی بدولت طبّی اور حیاتیاتی قرائن کو بھی بطور شواہد کے عدالت میں پیش کر کے مقدمات کو ثابت کیا جاتا ہے۔ پوسٹ مارٹم کے ذریعے وجوہات مرگ کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔

تفتیشی افسر پر لازم ہے کہ مقدمہ قتل بذریعہ تشدد میں پوسٹ مارٹم رپورٹ کے وصول ہونے پر وجوہات مرگ، ضرب کی نوعیت جس میں موت واقع ہوئی ہو اور نوعیت آلہ قتل یا ضربات موت پوسٹ مارٹم سے کتنا عرصہ پہلے واقع ہوئی۔ اسی طرح اگر مقتول کے جگر، تلی، دل، پھیپھڑوں یا دیگر اعضاء میں اعصابی کمزوری یا بیماری کا ذکر جو پوسٹ مارٹم رپورٹ میں کیا گیا ہو کا بغور مطالعہ کرے اور نتیجہ اخذ کرے۔

---

[i] ۔ ایم فل علوم اسلامیہ ۔

[ii] ۔ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور ۔

بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ مدعی اور گواہان وقوعہ کا وقت کچھ اور بیان کر رہے ہوتے ہیں اور پوسٹ مارٹم میں نعش کی موت کا وقت کچھ اور سامنے آتا ہے تو ایسی صورت میں اس تضاد کی تفتیش ضروری ہے کہ اصل وقت وقوعہ کون سا ہے۔ایک تفتیشی افسر کی ذمہ داری ہے کہ اصل وقت وقوعہ کا سراغ لگائے۔

میڈیکولیگل پوسٹ مارٹم کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں۔

1۔یہ تعین کرنا کہ موت کیوں اور کیسے ہوئی 2۔ٹریس شواہد حاصل کرنا 3۔متوفی کی شناخت کرنا 4۔جائے واردات کی تشکیل نو 5۔یہ تعین کرنا کہ موت کتنا عرصہ قبل ہوئی۔

ذیل قسم کے مقدمات میں میڈیکل رپورٹس حاصل کرنا اور ڈاکٹری رائے لینا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

1۔ضرر کے مقدمات میں میڈیکل رپورٹ 2۔مقدمہ زنا کی تفتیش میں میڈیکل رپورٹ

3۔جرائم خلاف وضع فطری کی تفتیش اور طبّی شواہد 4۔اسقاط حمل کی تفتیش اور میڈیکل رپورٹ

5۔نشہ آور اشیاء کے استعمال کی صورت میں تفتیش بذریعہ میڈیکل رپورٹ

6۔مقدمہ قتل کی تفتیش میں میڈیکل و پوسٹ مارٹم رپورٹ

میڈیکل و پوسٹ مارٹم رپورٹس کی قانونی حیثیت

ملکی قانون کی مندرجہ ذیل دفعات و قوانین سے طبّی شواہد کی قانونی حیثیت واضح ہوتی ہے۔

دفعہ 509 ضابطہ فوجداری میں میڈیکل گواہ کی گواہی کا ذکر کیا گیا ہے۔

(1) کسی سول سرجن یا دیگر میڈیکل گواہ کا بیان جو کسی مجسٹریٹ نے ملزم کی موجودگی میں لیا ہو اور اس کی تصدیق کی ہو یا باب 40 کے تحت کمیشن پر لیا گیا ہو، کسی انکوائری، تجویز مقدمہ یا دیگر کاروائی میں جو باب ہذا کے تحت عمل میں آئے، شہادت میں دیا جا سکتا ہے گو بیان دہندہ بطور گواہ طلب نہ کیا جائے۔

(2) عدالت مجاز ہے کہ اگر مناسب سمجھے تو ویسے بیان دہندہ کو اپنے روبرو طلب کر کے اس کے بیان کے نفس مضمون (Subject matter) کی بابت اس کا اظہار لے۔([1])

آرٹیکل نمبر 60 قانون شہادت آرڈر 1984 میں میڈیکل ماہر کی رائے کے متعلق یوں درج ہے۔

واقعات، جو بصورت دیگر واقعات متعلقہ نہ ہوں، واقعات متعلقہ ہیں۔اگر وہ ماہرین کی آراء کی جب کہ مذکور آراء واقعات متعلقہ ہوں، تائید کرتے ہوں یا ان کے متناقص ہوں۔([2])

زاہد حسین نے میڈیکل رائے کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

’’طبّی شہادت اس قدر ضروری ہے کہ اس سے گلوخلاصی نہیں کرائی جا سکتی۔میڈیکل افسر کی رائے کو رائے سمجھا جا سکتا ہے اسے واقعات کے متعلق گواہان کی دی ہوئی اثباتی شہادت کی نفی میں استعمال نہیں کیا جا سکتا۔مثلاً اسکی رائے سے گواہان کی یہ شہادت کہ متوفی نے چار بجے کھانا کھایا تھا اور پانچ بجے اسے چھرا گھونپ دیا گیا، رد نہیں کی جا سکتی۔‘‘([3])

ایک پی ایل ڈی میں میڈیکل گواہ کے بارے میں یوں تحریر ہے۔

جب گواہ ڈاکٹر دستیاب نہ ہو تو اس کی رپورٹ، شہادت میں اس وقت تک قابل قبول نہ ہو گی جب تک کہ اطلاع کنندہ کا بیان نہ لیا جائے۔([4])

ڈاکٹر کی رائے کی حیثیت کے بارے میں ایک پی ایل ڈی میں اس طرح بیان ہوا ہے۔

ایک ڈاکٹر کی شہادت ایک رائے کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کا واقعات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس لیے اس کی شہادت کو حتمی نہیں سمجھا جا سکتا۔([5])

ایک اور پی ایل ڈی میں طبّی ماہر کی رائے کے حوالے سے یوں بیان کیا گیا ہے۔

یہ فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے کہ آیا ایک طبّی ماہر اس اہلیت کا حامل ہے کہ وہ شہادت دے سکے اور اس شہادت کو کیا وزن دیا جانا چاہیے۔([6])

طبّی شواہد کیسے اکٹھے کیے جائیں؟ اس بارے میں پولیس رولز 1934 میں مندرجہ ذیل قوائد موجود ہیں۔

طبّی قانونی رائے (19-25) پولیس رولز 1934ء

عورتوں کا طبّی ملاحظہ (22-25)PR

زخمی گواہان (20-25)PR

جانوروں کو زہر خورانی اور طبّی ملاحظہ (25-43، 25-25، 44 -25)PR

رپورٹ میڈیکل آفیسر (47-25)PR

قتل کے مقدمات میں پوسٹ مارٹم کروایا جاتا ہے۔ پوسٹ مارٹم کا قانونی طور پر جائزہ لیا جائے تو ملکی قوانین میں ذیل دفعات و قواعد سامنے آتے ہیں۔

دفعہ 174 مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء میں ''سبب موت کی انکوائری بذریعہ پولیس'' کا ضابطہ بیان کیا گیا ہے۔

دفعہ 176 مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء میں '' سبب موت کی انکوائری بذریعہ مجسٹریٹ'' کا ضابطہ بیان کیا گیا ہے۔

مجموعہ قواعد پولیس 1934ء میں پوسٹ مارٹم کے بارے میں ذیل قواعد وضع کیے گئے ہیں۔

| | |
|---|---|
| 25-35 | رپورٹ تحقیقات سبب موت |
| 25-36 | پوسٹ مارٹم کب اور کون کرے گا |
| 25-37 | پوسٹ مارٹم امتحان اور کاروائی پولیس |
| 25-38 | نعش ہائے عدم شناخت |
| 25-39 | فارم جو نعش یا مضروب کے ساتھ بھیجا جائے گا |
| 25-40 | اشیاء برائے ملاحظہ طبّی کس طرح بھیجی جائیں گی |

میڈیکل رپورٹس و پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت

قرآن مجید ایک اصولی کتاب ہے اس میں ہر مسئلے کا حل موجود ہونا ضروری نہیں بلکہ یہ کتاب ایک اصول بیان کرتی ہے اور اہل علم ان اصولوں سے مسائل اخذ کرتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کی سورۃ البقرہ میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ :

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ([7])

'' اور گواہی کو مت چھپاؤ۔''

اس آیت قرآنی کا بغور جائزہ لیا جائے تو اس سے پوسٹ مارٹم کا جواز بھی مل سکتا ہے کہ اگر پوسٹ مارٹم سے آلہ قتل اور ذریعہ قتل کا پتہ چل سکتا ہو یا کئی لوگوں میں سے کس کی ضرب سے آدمی کی موت واقع ہوئی اس کا پتہ چلانے کے لیے پوسٹ مارٹم کیا جائے یا اس سے پختہ اور سچی گواہی میسر آجائے یا کسی

بے گناہ کو قاتل نہ ٹھہرایا جاسکے۔اس اعتبار سے پوسٹ مارٹم بے قصور لوگوں کو سچا ثابت کرنے کے لیے اور ظالم کو یا قاتل کو سزا دلوانے کے لیے ایک سچی گواہی سمجھا جائے گا۔

پوسٹ مارٹم کے عدم جواز کے قائل فقہاء کہتے ہیں کہ احادیث مبارکہ میں مردہ کے جسم کا مثلہ کرنے، چیر پھاڑ کرنے، اعضاء کی قطع وبرید کرنے حتکہ قبر پر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے، اس لیے میت کے جسم کی چیر پھاڑ ناجائز ہے۔جیسا کہ امام ابوداؤدؒ کی رقم کردہ حدیث کا مفہوم ہے۔

''حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا؛میت کی ہڈیوں کو توڑنا زندہ شخص کی ہڈیوں کو توڑنے کی طرح ہے۔''([8])

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردہ کی ہڈیوں کو توڑنا اور میت کے جسم کو کاٹنا ناجائز اور گناہ ہے۔لہٰذہ اس حدیث کی رو سے دیکھا جائے تو پوسٹ مارٹم کی ممانعت نظر آتی ہے۔

میڈیکل رپورٹس و پوسٹ مارٹم کے بارے میں نص میں براہ راست تو ہمیں کوئی حکم نہیں ملتا لہٰذہ زیرِ نظر موضوع کے بارے میں شرعی حکم جاننے کے لیے ضروری ہے کہ ہم بعض ان فقہی نظائر پر نظر ڈالیں جن میں مضرتوں پر مصلحت کے غالب ہونے کی بنا پر فقہاء نے معمولی مضرت کو برانگیز کرنے اور عمومی مصلحت کے مطابق عمل کرنے کو شرعاً جائز قرار دیا ہے۔

1۔اس حوالے سے امام سرخسیؒ فرماتے ہیں:

> ولابأس بإرسال الماء إلى مدينة أهل الحرب و إحراقهم بالنار و رميهم بالمنجنيق و إن كان فيهم أطفال أؤ ناس من المسلمين اسر أو تجاري([9])

'' اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ برسرپیکار (اہل حرب) کفار کے شہر میں پانی کھول دیا جائے یا انہیں آگ سے جلا دیا جائے یا توپ سے ان پر حملہ کیا جائے اگرچہ ان کے درمیان بچے مسلمان قیدی یا تاجر کی حیثیت سے ہی کیوں نہ ہوں۔''

امام سرخسی مزید لکھتے ہیں:

> وكذالک ان تتر سوا باطفال المسلمين فلا بأس بالرمي اليهم و ان كان الرامي يعلم انه يصيب المسلم([10])

''اسی طرح اگر کفار (جنگ کی حالت میں) کچھ مسلمان بچوں کو ڈھال بنالیں تو نشانہ کا رخ ان کی طرف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ نشانہ باز کو اس کا علم ہی کیوں نہ ہو کہ اس کی زد مسلمان پر پڑے گی۔''

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

> أذا كان في حصن المشركين نساء و اطفال و اسرى مسلمون فلا بأس بأن ينصب المنجنيق على الحصن دون البيوت التي فيها الساكن الا ان يلحم المسلمون قريب من الحصن فلا باس ان ترقي بيوت وجدرانه ([11])

'' اگر مشرکین کے قلعہ میں عورتیں، بچے اور مسلمان بھی ہوں تو بھی اس میں کوئی حرج نہیں کہ قلعہ کو توپ کا نشانہ بنایا جائے البتہ خاص طور پر ان گھروں کو نشانہ بنایا جائے جن میں وہ مقیم ہوں، لیکن جب مسلمان قلعہ سے قریب ہو جائیں (اور دست بدست جنگ چھڑ جائے) تو اس میں بھی حرج نہیں کہ گھروں کو نشانہ بنایا جائے۔''

ابن قدامہؒ فرماتے ہیں:

> نسائهم و صبيانهم جاز رميهم و يقصد المقاتلة لأن النبى صلى الله عليه وسلم رماهم بالمنجنيق و معهم النساء والصبيان،ولان كف المسلمين عنهم يفضي الى تعطيل الجهاد([12])

'' اگر کفار جنگ کے دوران اپنی عورتوں اور بچوں کو ڈھال بنالیں تو بھی ان پر حملہ کرنا جائز ہے اور اس حملہ کا مقصد بر سرپیکار لوگوں کو قتل کرنا ہو گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو منجنیق (توپ) کا نشانہ بنایا تھا۔ حالانکہ ان کے ساتھ بچے اور عورتیں بھی تھیں، کیونکہ اگر کفار کی اس تدبیر کی بناپر مسلمانوں کو حملہ سے روک دیا جائے تو جہاد ہی معطل ہو کر رہ جائے گا۔''

مولانا بدرالحسن قاسمی اس بارے میں اپنی کتاب '' عصر حاضر کے فقہی مسائل'' میں یوں رقم طراز ہیں:

ایک مسلم کا خون دوسرے مسلمان کے لیے حرام قرار دیا گیا ہے اور دوسری طرف کفار سے جہاد فرض ہے، اب جنگ کے دوران اگر کفار چند مسلمانوں کو یرغمال بنالیں اور انہیں بطور ڈھال استعمال کرنے لگیں اور جب مسلمان کفار پر حملہ کا ارادہ کریں تو وہ ان مسلمانوں کو آگے کر دیا کریں، تاکہ مسلمان ان کی وجہ سے حملہ سے باز رہیں، ایسی صورت میں جبکہ کفار کا لشکر مسلمان قیدیوں، عورتوں یا بچوں کو ایک جنگی تدبیر کے طور پر استعمال کر رہے ہوں اور اس کی وجہ سے مسلمانوں کی عمومی مصلحت کو نقصان پہنچ رہا ہو اور مسلم لشکر کے شکست کھا جانے کا اندیشہ ہو تو شرعاً جائز ہے کہ عمومی مصلحت کی خاطر چند جانوں کی قربانی گوارا کی جائے۔ ایسی صورت میں مسلمان لشکر کے حملے سے جن مسلمانوں کا خون ہو گا وہ قتلِ نفس کے ضمن میں نہیں آئے گا اور حرمت کے عام حکم سے یہ صورت اس لیے مستثنیٰ ہو گی کہ مقصود ان کا قتل نہیں کفار پر حملہ ہے۔ ([13])

2۔ عام حالت میں مردہ کی لاش کو چاک کرنا اسی طرح ناجائز ہے جس طرح زندہ کے جسم کو، لیکن اگر عورت حمل کی حالت میں مر گئی ہو اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ موجود ہو تو اس کا پیٹ چاک کرنا شرعاً جائز ہو گا تاکہ معصوم بچہ کی جان ضائع نہ ہو اور اس سے جو لاش کی بے حرمتی ہوتی ہو اس کو مصلحت کی خاطر گوارہ کیا جائے گا۔

علامہ ابن حزم فرماتے ہیں:

ولو ماتت امرأة حامل والولد هي يتحرک قد تجاوز ستة أشهر فانه يشق بطنها طولا و يخرج الولد،لقول الله تعالى( وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا ) ومن ترکه عمداً حتیٰ يموت فهو قاتل نفس ([14])

'' اگر کوئی حاملہ عورت مر جائے اور اس کا بچہ (پیٹ میں) زندہ ہو اور حرکت کر رہا ہو جس کو چھ ماہ سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہو تو اس عورت کا پیٹ سیدھا (لمبائی میں) چاک کیا جائے گا اور بچہ کو نکال لیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس نے اس (ایک جان کو) زندہ کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخشی اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر بچہ کو چھوڑ دے، تاکہ بچہ کی موت واقع ہو جائے تو قتل نفس کا مرتکب سمجھا جائے گا۔''

3۔ خنزیر کا گوشت یا مردار کا کھانا عام حالتوں میں تو شریعت نے حرام قرار دیا ہے لیکن اگر کوئی شخص اضطرار کی حالت کو پہنچ جائے اور اسے اپنی جان بچانے کے لیے ان حرام چیزوں کے استعمال کے علاوہ کوئی دوسری چیز دستیاب نہ ہو تو اس کے لیے اپنی جان بچانے کی خاطر مردار یا خنزیر تک کے کھانے کی اجازت دی گئی ہے۔ حتیٰ کہ بعض فقہاء کے قول کے مطابق اگر مردار انسانی لاش کے علاوہ اور کوئی چیز دستیاب نہ ہو تو اسے بھی کھانے کی اجازت ہے۔

4۔ شریعت کے عام اصول کی رو سے ہر شخص کی جان یکساں قیمت رکھتی ہے اور کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنی جان بچانے کے لیے دوسرے کو قتل کرے لیکن اگر چند اشخاص ایک کشتی میں سوار ہوں اور کشتی کے ڈوبنے کا اندیشہ ہو اور اس کے علاوہ کوئی چارہ کار باقی نہ رہ جائے کہ کشتی کا وزن کم کرنے کے لیے ایک آدمی کو دریا میں ڈال دیا جائے تاکہ دوسروں کی جان بچ سکے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں صرف ایک آدمی کی جان جاتی ہے اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو دسیوں آدمیوں کی جان جا سکتی ہے، اس مصلحت کے پیش نظر فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے کہ قرعہ اندازی کر کے ایک سمندر کی نذر کر دیا جائے تاکہ دس کی جان بچ سکے۔ ان نظائر کو سامنے رکھ کر موجودہ زمانہ کے فقہاء اور ارباب افتاء کا عام رجحان یہی ہے کہ پوسٹ مارٹم میں جو فوائد ہیں ان

کے پیش نظر لاش کی قطع و برید سے ہونے والی اہانت گوارا کی جائے گی خاص طور پر جبکہ پوسٹ مارٹم کا مقصد لاش کی اہانت ہر گز نہیں ہوا کرتی۔ لیکن اس میں بھی یہ احتیاط ضروری ہے کہ تعلیم کے مقصد سے پوسٹ مارٹم کے لیے ان لاشوں کا استعمال کیا جائے جو لاوارث اور غیر معصوم ہوں۔ مسلمان کی لاش کو انتہائی مجبور کن حالات کے علاوہ ہاتھ نہ لگایا جائے۔([15])

**اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کا پوسٹ مارٹم کے بارے فیصلہ**

رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم اسلامی فقہ اکیڈمی کے دسویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ مورخہ ۲۴تا۲۸ صفر بمطابق ۱۷تا۲۱ اکتوبر میں مذکورہ موضوع پر غور و خوض اور مباحثہ کیا گیا۔ اکیڈمی نے محسوس کیا کہ لاشوں کا پوسٹ مارٹم ایک ایسی ضرورت ہے جس کی بنیاد پر پوسٹ مارٹم کی مصلحت انسانی لاش کی بے حرمتی کے مفسدہ پر فوقیت رکھتی ہے۔

**چنانچہ اکیڈمی نے درج ذیل فیصلے کئے**

اول: مندرجہ ذیل مقاصد کے تحت لاشوں کا پوسٹ مارٹم جائز ہے:

الف۔ اگر تعزیراتی مقدمہ میں موت یا جرم کے اسباب کی دریافت قاضی کے لیے دشوار ہو اور پوسٹ مارٹم کے ذریعہ ہی اس کی دریافت ہو سکتی ہو۔

ب۔ اگر پوسٹ مارٹم کے متقاضی امراض کی دریافت مطلوب ہو تاکہ اس کی روشنی میں ان امراض کے لیے مناسب علاج اور ضروری احتیاطی اقدامات کئے جا سکیں۔

ج۔ اگر طب کی تعلیم و تدریس مقصود ہو جیسا کہ میڈیکل کالجز میں رائج ہے۔

دوم: بغرض تعلیم پوسٹ مارٹم درج ذیل شرائط کی رعایت ضروری ہے:

الف۔ لاش اگر کسی معلوم شخص کی ہو تو موت سے قبل حاصل کی گئی خود اس کی اجازت یا موت کے بعد وارثان کی اجازت ضروری ہے، معصوم الدم لاش کا پوسٹ مارٹم بغیر ضرورت کے نہیں ہونا چاہیے۔

ب۔ پوسٹ مارٹم بقدر ضرورت ہی کیا جائے تاکہ لاشوں کے ساتھ کھلواڑ کی صورت نہ پیدا ہو۔

ج۔ خواتین کی لاشوں کا پوسٹ مارٹم خواتین ڈاکٹروں کے ذریعہ ہی کرنا ضروری ہے سوائے اس صورت کے جب خاتون ڈاکٹر نہ ملیں۔

سوم: تمام حالات میں پوسٹ مارٹم شدہ لاش کے تمام اجزاء کی تدفین واجب ہے۔([16])

پوسٹ مارٹم کے متعلق 'جدید فقہی مسائل' میں اس طرح لکھا گیا ہے۔

انسان خواہ زندہ ہو یا مردہ، اس کی عزت و تکریم کا اسلام نے خاص طور پر حکم دیا ہے اور ہر ایسے کام سے منع کیا ہے جو انسان کی عزت و تکریم کے منافی ہو ۔لیکن بعض ناگزیر صورتیں اس سے مستثنیٰ بھی رکھتی ہیں مثلاً قتل کے بدلہ میں دوسرے کو قتل کرنا، یا زخم کے بدلہ میں دوسرے کو زخم لگانا، ہاتھ پاؤں کٹنے کی صورت میں کاٹنے والے کے ہاتھ پاؤں بطور قصاص کاٹنا وغیرہ اسی طرح حالت مجبوری میں بہت سے ممنوع اور ناجائز کام بقدر ضرورت جائز ہو جاتے ہیں۔([17])

جیسا کہ امام سرخسی نے لکھا ہے کہ:

"الضرورات تبيح المحظورات" ([18])

"مجبوری ممنوع اشیاء جائز کر دیتی ہے لیکن صرف اس قدر، جس قدر اس کی ضرورت ہو۔"

قرآن مجید میں سورۃ الانعام آیت نمبر 119 میں ہے۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ([19])

" اور کیا ہے تمہیں کہ تم نہ کھاؤ اس سے جو کہ ذکر کیا گیا ہو اللہ کا نام اس پر حالانکہ یقیناً اس نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے تمہارے لیے جو اس نے حرام کیا ہے تم پر مگر جو کہ تم مجبور کر دیے جاؤ اس کی طرف اور بیشک بہت سے لوگ یقیناً گمراہ کرتے ہیں اپنی خواہشات سے علم کے بغیر، بیشک آپ کا رب وہ خوب جاننے والا ہے حد سے بڑھنے والوں کو۔"

یہی صورتحال پوسٹ مارٹم کی بھی ہے یعنی ایک طرف تو انسانی جسم کی چیر پھاڑ اس کی عزت و تکریم کے منافی ہے اور دوسری طرف یہ ضروری ہوتا ہے کہ موت کی وجہ معلوم کرتے ہوئے قتل کی صورت میں قاتل تک رسائی حاصل کی جائے اور کسی کے بارے میں شبہ ہو تو اس کی تحقیق کی جائے۔ لہٰذا اس 'ضرورت' کے پیش نظر اس حد تک پوسٹ مارٹم کی اجازت دی جائے گی جس حد تک اس کی ضرورت ہو۔

حافظ مبشر حسن نے دوسری جگہ یوں لکھا ہے۔

" اسی طرح انسانی لاش کی چیر پھاڑ (پوسٹ مارٹم) ایک خرابی ہے اور دوسری طرف مجرموں تک رسائی حاصل نہ کرنا بھی ایک خرابی ہے بلکہ پوسٹ مارٹم سے بڑی خرابی ہے کہ تفتیش کے ذریعے مجرموں تک رسائی حاصل نہ کی جائے۔ اس لیے (اھون البلیتین /اخف الضررین وغیرہ جیسے مسلمہ فقہی قاعدوں کی رو سے) اس بڑی خرابی پر قابو پانے کے لیے چھوٹی خرابی (یعنی پوسٹ مارٹم) کو برداشت کر لیا جائے گا۔" ([20])

پوسٹ مارٹم بھی اگر کسی ضرورت کے پیش نظر ناگزیر ہو جائے تو جائز ہے مثلاً مقدمہ کی تحقیق کے لیے موت کی وجہ معلوم کرنی ہو، یا کوئی شخص اپنا اندرونی عضو ہبہ کر دے اور علماء اس کے جواز کا فتویٰ دے دیں اس لیے اس عضو کا نکالنا ہو وغیرہ چنانچہ فقہاء نے اس مردہ عورت کا پیٹ چاک کرنے کی اجازت دی ہے جس کے پیٹ کا بچہ ابھی زندہ ہے تاکہ اس کو نکالا جا سکے۔ میڈیکل تعلیم کی غرض سے پوسٹ مارٹم کا جواز قابل غور مسئلہ ہے۔ ایک طرف یہ ضرورت بھی ہے کہ اس طرح تعلیم نہ دی جائے تو طلبہ کے لیے انسانی جسم کی پیچیدہ ساخت کا سمجھنا مشکل ہو جائے گا اور دوسری طرف اسلام میں مردہ کی تکریم پیش نظر رکھی گئی ہے وہ اس کی اجازت نہیں دیتی۔ اس طرح کے تجربات حیوانوں کے جسم پر کیے جا سکتے ہیں اور اگر یہ اس مقصد کے لیے کافی نہ ہو تو انسانی نعشوں کا پوسٹ مارٹم بھی درست ہے۔ اس لیے کہ اس ایک نقصان سے بڑا اجتماعی اور قومی مفاد وابستہ ہے اور فقہ کا اصول ہے کہ جہاں دو میں سے کسی ایک نقصان سے دوچار ہونا ناگزیر ہو جائے وہاں اہم تر نقصان سے بچنے کے لیے کمتر نقصان کو گوارا کیا جائے گا ([21])

جیسا کہ ایک فقہی قاعدہ ہے کہ:

"لو كان أحدهما أعظم ضررا من الأخر فإن الأشد يزال بالأخف"([22])

" اگر دو ضرر ہوں تو شدید ضرر کو نسبتاً ہلکے ضرر سے دور کیا جائے گا۔"

اسی طرح ایک اور قاعدہ فقہیہ ہے:

إذا تعارضت مفسدتان روعی أعظمها ضررا بإر تكاب أخفهما([23])

" جب دو برائیوں میں تعارض ہو تو بڑی برائی سے بچنے کے لیے چھوٹی برائی کا ارتکاب گوارا کر لیا جائے گا۔"

علاوہ ازیں مقتول کا پوسٹ مارٹم کرنے سے پہلے یہ بات بھی غور طلب ہے کہ آیا مقتول کے جسم پر ضرر یا چوٹ وغیرہ کے آثار بھی پائے جائیں ورنہ بلا وجہ میت کے جسم کی چیر پھاڑ کرنا جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بحیثیت انسان کرامت اور عزت عطافرمائی ہے اور اگر اس کے ساتھ ساتھ وہ مسلمان بھی ہو تو اس کی قدر وقیمت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جس طرح انسان حالت حیات میں قابل احترام ہے اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس کی میت قابل قدر رہتی ہے اور اگر میت مسلمان عورت کی ہو تو پردے اور ستر کے اعتبار سے اس کا احترام اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ مرنے کے بعد اس کا شوہر بھی اس کے برہنہ جسم کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اسلام نے مسلمان میت کو کس قدر بلند درجہ ومرتبہ اور قابل رشک قدر وقیمت عطافرمائی ہے اور پوسٹ مارٹم کے ذریعے برہنہ لاشوں کو چیر پھاڑ کر اس کس قدر اس کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔ اگر نعش عورت کی ہو تو اس کی بے حرمتی اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے۔

واضح رہے کہ انسان خواہ زندہ ہو یا مردہ اس کی عزت وتکریم کا اسلام نے خواص طور پر حکم دیا ہے اور ہر ایسے کام سے منع کیا ہے جو انسان کی عزت وتکریم کے خلاف ہو۔ مرنے کے بعد بھی انسان اپنے تمام اجزاء کے ساتھ محترم ہے، اس لیے عام حالات میں انسانی لاش کا پوسٹ مارٹم کرنا یا کروانا خواہ تجربات کے لیے ہو یا جرائم کی تفتیش کے لیے ہو سب شرعاً ناجائز ہے کیونکہ اس میں انسانی نعش کی بے حرمتی ہے جو کہ ناجائز ہے۔ البتہ جب مقدمہ قتل کی کوئی ایسی صورت حال ہو کہ ظاہری حالات سے قاتلین کا سراغ نہ ملتا ہو یا یہ جاننا مقصود ہو کہ قاتلین میں سے کس کی ضرب سے موت واقع ہوئی ہے تو ایسی صورت میں پوسٹ مارٹم جائز ہے۔ البتہ مجبوری کے تحت پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہو جاتا ہے لیکن مطلقاً پوسٹ مارٹم کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ پوسٹ مارٹم میں انسانی لاش کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔ جس سے شرف انسانی کی تذلیل ہوتی ہے۔

## نتائج بحث

1۔ تفتیش کے واقعاتی وقرائنی ذرائع سے مراد ایسے ذرائع تفتیش ہیں جو عینی گواہان کی فراہم کردہ شہادت پر مشتمل نہ ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ اسلامی نظام تفتیش واقعاتی، سائنسی، حیاتیاتی، سریالوجیکل اور فرانزک سائنس کی شہادت یا تائیدی شہادت پر بھروسا نہیں کرتا لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اسلام واقعاتی ومادی شہادت کو استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے اور قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت شدہ ہے۔ ملکی قانون میں بھی قرائن کو قابل ادخال شہادت تسلیم کیا گیا ہے۔

2۔ پوسٹ مارٹم کے حوالے سے بات کی جائے تو انسانی نعش کی چیر پھاڑ سے شریعت میں منع کیا گیا ہے لیکن تعزیراتی مقدمہ میں سبب موت دریافت کرنے کے لیے، پوسٹ مارٹم کے متقاضی امراض کی دریافت کے لیے، طب کی تعلیم وتدریس کے لیے یا پھر اگر عورت حمل کی حالت میں مرگئی ہو اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ موجود ہو تو بچہ کو نکالنے کے لیے پوسٹ مارٹم کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

3۔ پاکستان میں عام مروجہ قوانین کی رو سے بھی میڈیکل اور سائنسی شہادتیں مثلاً پوسٹ ماٹم، فنگر پرنٹ وغیرہ بنیادی شہادت کا درجہ نہیں رکھتیں اور ان سے معاونت یعنی ضمنی شہادت کا ہی کام لیا جاسکتا ہے۔ اس معاملے میں پاکستان کے قوانین اور ماہر متفق ہیں۔

4۔ زنا (حرام کاری) کے مقدمہ میں اگر طبّی شواہد کے علاوہ کوئی چشم دید شہادت نہ ہو تو جج/قاضی مجرم کو سنگساری کے علاوہ ایسی سخت سے سخت سزا بھی دے سکتا ہے جس کو جنسی جرائم کی روک تھام کے لیے وہ ضروری خیال کرتا ہو۔

5۔ جو جرائم قرآن وحدیث کی روشنی میں حدود کے زمرے میں آتے ہیں ان کی سزا بھی قرآن وحدیث میں مقرر کردی گئی ہے۔ لہٰذا ان جرائم کے ثبوت کے جو طریقے وذرائع قرآن میں موجود ہیں ان کی بنیاد پر ہی ان کا فیصلہ کیا جائے گا اور جدید ذرائع اثبات (جدید قرائن) کو حدود وقصاص میں صرف تائیدی شہادت کی حیثیت حاصل ہوگی۔

**تجاویز و سفارشات**

اس آرٹیکل سے حاصل ہونے والے نتائج کی روشنی میں ذیل میں چند سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔ اگر ان پر عمل کیا جائے تو قرآن و حدیث کے احکامات پر عمل کرنے میں آسانی ہو گی۔

1۔ تمام اسلامی قوانین کو ملکی قوانین کا حصہ بنایا جائے اور ان پر سختی سے عمل کرایا جائے اور خلاف ورزی پر سخت سزائیں دی جائیں۔

2۔ میری تحقیقی و علمی کاوش کو تعلیمی اور تربیتی اداروں کے سیمینارز کے لیے منتخب کیا جائے۔

3۔ میڈیکل کے شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد کو پوسٹ مارٹم سے متعلق اسلامی حدود و قیود سے آگاہی دی جائے۔

4۔ تفتیش کے لیے زبانی و چشم دید شہادت کے ساتھ ساتھ تفتیش کے جدید ذرائع خاص طور پر میڈیکل ذرائع سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔

5۔ تفتیش کے تربیتی اداروں میں پوسٹمارٹم کے بارے مکمل تعلیم کا بندوبست کیا جائے۔

**حوالہ جات**

---

[1] مجموعہ ضابطہ فوجداری، ایسٹرن لاء پبلشرز، لاہور، ص:422

[2] ارشاد احمد ارشد ملک، قانون شہادت 1984ء، منصور بک ہاؤس، لاہور، (2011ء) ص:192

[3] زاہد حسین، رائے، میڈیکل جیورس پروڈنس ایسٹرن لاء بک لینڈ، لاہور،، 2011ء، ص:2

[4] [PLD 1972 Lah.661]

[5] پی ایل ڈی 1957ء، لاہور، 109

[6] پی ایل ڈی: 1950ء، پشاور، صفحہ، 19

[7] البقرۃ، 2:83

[8] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابی داؤد، دار لفکر، بیروت، لبنان 1414ھ/1994ء، 101/2

[9] سرخسی، محمد بن احمد، شمس الدین، (م 483ھ)، المبسوط (شرح السیر الکبیر)، دار المعرفۃ، بیروت، 1398ھ، 10/64-65

[10] سرخسی، محمد بن احمد، شمس الدین، (م 483ھ)، المبسوط (شرح السیر الکبیر)، دار المعرفۃ، بیروت، 1398ھ، 10/64-65

[11] شافعی، محمد بن ادریس، (204ھ م)، کتاب الام، دار الوفا، اسکندریہ مصر، 287/4

[12] ابن قدامہ، موفق الدین عبداللہ احمد، ابو محمد (م 620ھ) المغنی، مطبوعہ دار الفکر بیروت 1405ء، 2/407-408

[13] بدر الحسن القاسمی، مولانا، عصر حاضر کے فقہی مسائل، ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی، جون 2010، ص:80

[14] ابن حزم، علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی القرطبی الظاہری، ابو محمد (م 456ھ)، المحلی بالآثار، دار الفکر، بیروت، 5/166-167

[15] بدر الحسن القاسمی، مولانا، عصر حاضر کے فقہی مسائل، ایفا پبلیکیشنز، نئی دھلی، جون 2010, ص:83-84

[16] اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے فقہی فیصلے، تقدیم و نظر ثانی: حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی، مترجم: ڈاکٹر مفتی فہیم اختر ندوی، ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی، 2006ء، ص: 263-264

[17] مبشر حسین، حافظ، جدید فقہی مسائل، مبشر اکیڈمی، لاہور، 1/200-201

[18] سرخسی، محمد بن احمد، علامہ، المبسوط، 128/1

[19] الانعام،6:119

[20] مبشر حسین، حافظ، جدید فقہی مسائل، مبشر اکیڈمی، لاہور، 1/200-201

[21] خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا، جدید فقہی مسائل، زمزم پبلشرز، کراچی، 1/220-221

[22] غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، قواعد کلیہ اور ان کا آغاز وارتقا، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، طبع دوم 2014ء، ص:94

[23] غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، قواعد کلیہ اور ان کا آغاز وارتقا، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، طبع دوم 2014ء، ص:95